عقیدہ

اہل سُنّت والجماعت

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین

ترجمہ

سعید احمد بن قمر الزماں الندوی

ناشر: دارُ المعارف
ممبئی ، دہلی ، مالیگاؤں

عقیدۂ

اہلِ سنت والجماعت

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین ؒ

ترجمہ

سعید احمد بن قمر الزماں الندوی

ناشر

دارُ المعارِف

ممبئی

سلسلہ مطبوعات الدار السلفیہ نمبر ۱۳۳

نام کتاب	:	عقیدۂ اہل سنت والجماعت
مؤلف	:	فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمینؒ
ترجمہ	:	سعید احمد بن قمر الزماں الندوی
طابع	:	اکرم مختار
ناشر	:	الدار السلفیہ ممبئی
تعداد اشاعت (باردوم)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	اگست ۲۰۰۱ء
قیمت	:	۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۳ر محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، ممبئی - ۳

فون:- ۳۷۱۶۲۸۸

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

عرض ناشر

عقیدہ اسلام کی اولین بنیاد ہے، یہ بنیاد جتنی مضبوط اور گہری ہو گی مسلمان کی زندگی میں اس قدر استقامت اور یقین اور معرفت پیدا ہو گی، باری تعالیٰ کے وجود بر حق، اسکی الوہیت، ربوبیت اور اسماء و صفات پر گہرا ایمان، نیز اللہ کے فرشتوں، اللہ کی آسمانی کتابوں، اللہ کے سب رسولوں اور قیامت کے برپا ہونے نیز جنت و جہنم، قضاء و قدر پر پختہ ایمان اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قبلہ، نماز، قرآن، محرکات ابدیہ، معجزات نبویہ، شریعت محمدیہ کی ابدیت اور حقانیت کی دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور ہاتھ پاؤں سے اس پر عمل کرنا عقیدۂ اسلام کی سچی تعبیر ہے۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے عالم اسلام کے مشہور عالم اور مفتی اور مصلح علامہ شیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ کو جنھوں نے اہل سنت والجماعت کے صحیح اور متفق علیہ عقائد کو نہایت مدلل، آسان اور عام فہم انداز میں مرتب کر کے عقیدۂ سلف صالح کو عام کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔ اسکے اردو ترجمے کو الدار السلفیہ نے اپنی نگرانی اور اہتمام کے ساتھ افادۂ عام کی نیت سے شائع کیا۔ اللہ مؤلف حفظہ اللہ، مترجم اور ناشر کو اسکی طباعت واشاعت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

الحمد لله وحده والصلوٰۃ والسلام علیٰ من

لا نبی بعده وعلیٰ آله وصحبه!

عقیدہ کے موضوع پر مجھے ایک عمدہ اور مختصر کتاب پر واقفیت ہوئی۔ جس کو ہمارے برادر فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین نے مرتب کیا ہے۔ میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب کو سنا۔ چنانچہ اس کتاب کو اللہ کی توحید اور اس کے اسماء وصفات کے احکام، فرشتوں، اللہ کی کتابوں، رسولوں، روز قیامت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان کے ابواب کو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق مشتمل پایا۔

مرتب نے بہت خوش اسلوبی سے اس کے مضامین کو یکجا کر کے کتاب کو نفع بخش بنا دیا ہے اور عقائد کے بہت سے ایسے قیمتی فوائد بھی شامل کر دیئے ہیں جن کا ہر طالب علم بلکہ ہر مسلم جاننے کا محتاج ہے، جو عقیدہ کی دیگر تالیفات میں نہیں پائی جاتیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو بہتر صلہ عطا فرمائے۔ علم و ہدایت میں مزید ترقی دے ان کی اس کتاب کو، اسی طرح انکی دیگر تالیفات کو نفع بخش بنائے۔ اللہ سے دعا گو ہوں کہ ان کو، ہم کو اور سارے مسلمان بھائیوں کو ہدایت یافتہ لوگوں میں اور آگہی و بصیرت کے ساتھ دینی دعوت دینے والوں میں شامل فرمائے۔

إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

الرئیس العام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله ربّ العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان
اِلاّ على الظّٰلمين واشهد ان لا اله اِلاّ اللّٰه وحده
لا شريك له الملك الحق المبين واشهد ان محمدا
عبده و رسوله خاتم النبيّٖن وامام المتقين صلى اللّٰه
عليه وعلى آله و اصحابه ومن تبعهم باحسان
اِلىٰ يوم الدين۔

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ سارے جہان کے لئے رحمت، تمام عمل کرنے والوں کے لئے نمونہ واسوہ اور سارے بندوں کے لئے حجت و دلیل ثابت ہوں۔

آپ کے اور اس کتاب و حکمت کے ذریعہ جو آپ پر نازل ہوئی ہر اس چیز کو واضح فرما دیا جس میں بندوں کی بھلائی اور ان کے دینی و دنیاوی امور کی درستگی مقصود تھی۔ تا کہ ان کے عقائد صحیح ہوں اور ان کے اعمال درست ہوں اور وہ

اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں اور بلند کردار سے بہرہ ور ہوں۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو ایک ایسی چمکتی شریعت پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی ایسی ہی روشن ہے جیسے اس کا دن۔ نہ پھرے گا اس سے مگر ہلاک ہونے والا۔

اس راستے پر امت کے وہ لوگ چلے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری اختیار کی اور وہ امت کے بہترین لوگ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام ہیں اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے احسان و اخلاق کے ساتھ انکی اتباع کی۔ چنانچہ انھوں نے شریعت اسلامیہ کو قائم کیا اور سنت محمدیہ پر عمل پیرا ہوئے اور اپنے عقائد و عبادات اور اخلاق و آداب کو اسی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی اور اس پر مضبوطی سے جمے رہے۔

چنانچہ وہ اس طور و طریقے سے اس جماعت کے مصداق ہوئے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے کہ ''میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی۔ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکیں گے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔

اور ہم لوگ بحمد اللہ ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کتاب و سنت کے مطابق حیات و حالات سے فیضیاب و ہدایت یاب ہو رہے ہیں۔ ہم یہ تحدث بالنعمۃ کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کو اسی طرح ہونا چاہیے۔

اور ہم بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہم کو اور سارے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں قول ثابت پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرے اور ہمارے لئے اپنی رحمت و نعمت کا دروازہ کھول دے۔ بلاشبہ وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

اس موضوع کی اہمیت اور لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف افکار و نظریات کے پیش نظر جی چاہا کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کو مختصراً اور اجمالی طور پر تحریر کردوں جو یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت پر ایمان۔ اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو اپنی مرضیات کے مطابق کرے اور اپنے بندوں کے لئے نفع بخش بنائے۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ:۔ اللہ تعالے پر ایمان۔ اس کے فرشتوں‘ اس کی کتابوں‘ اس کے رسولوں‘ روز آخرت اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

چنانچہ ہم اللہ تعالی کی ربوبیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ پرورش کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور ساری چیزوں کا مالک اور اس کو چلانے والا ہے۔

اور ہم اس کی اُلوہیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ معبود بر حق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں۔

اور ہم اس کے اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے لئے اسماء حسنی ہیں اور عالی مرتبہ صفات ہیں۔

اور ہم اس کی وحدانیت پر اس طور ایمان رکھتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں نہ تو اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی اُلوہیت میں، اور نہ ہی اس کے اسماء و صفات میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ	وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور اُن سب کا جو ان دونوں کے درمیان

لِعِبَادَتِهٖ ۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۔
(مریم:٦٥)

ہے۔ سو تو اسی کی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ۔ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔
(البقرة:٢٥٥)

اللہ (وہ ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے۔ کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اسکی اجازت کے سفارش کر سکے۔ جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور وہ (مخلوقات) اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے سوا اس کے جتنا وہ خود چاہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سما رکھا ہے اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں۔ وہ عالیشان، عظیم الشان ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں
عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ	پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان
الرَّحِیْمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ	نہایت رحم والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے
اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ	جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ	پاک ہے، سالم ہے، امن دینے والا ہے
الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ	نگہبانی کرنے والا ہے، زبردست ہے،
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ	خرابی کا درست کرنے والا ہے، بڑا عظمت
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِیءُ	والا ہے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ	وہی اللہ تو پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک
الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا	بنانے والا ہے، صورت بنانے والا، اسکے اچھے
فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اچھے نام ہیں، اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ	چیزیں بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں
(الحشر: ۲۳-۲۴)	اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ جس کی دلیل ذیل کی آیات ہیں:

یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ	وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ جس کو
لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا	چاہتا ہے (اولاد) مادہ عنایت کرتا ہے

وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَّ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۔ (الشوریٰ: ۴۹۔۵۰)

اور جس کو چاہتا ہے (اولاد) نرینہ عنایت کرتا ہے۔ یا ان کو نر و مادہ (کی صورت میں) جمع بھی کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے لاولد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا علم والا ہے بڑا قدرت والا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اس ذات پاک کے لئے یہ اوصاف ہیں:۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۔ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔ (الشوریٰ: ۱۱۔۱۲)

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانے اس کے پاس ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے کشادگی کے ساتھ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کی روزی تنگ کرتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ

اور کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو اور وہ ہر ایک کے زیادہ رہنے کی جگہ اور کم رہنے کی جگہ کو

مُّبِیْنٍ ۔ (ھود:٦) جانتا ہے۔ ہر چیز کتاب میں درج ہے

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۔ (الانعام:٥٩)

اور اس کے پاس غیب کے خزانے ہیں۔ انھیں بجزء اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز مگر (یہ سب) روشن کتاب میں (موجود) ہیں۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔

بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحم میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین میں مریگا بیشک اللہ ہی علم والا ہے، خبر

رکھنے والا ہے۔ (لقمان: ۳۴)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے، جیسے چاہے کلام فرماتا ہے۔ارشاد ہے:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور اللہ نے موسیٰ سے (خاص طور پر) کلام فرمایا۔ (النساء: ۱۶۴)

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۔ اور جب موسیٰ ہمارے وقت (موعود) پر آگئے اور ان سے ان کا پروردگار ہمکلام ہوا۔ (الاعراف: ۱۴۳)

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۔ اور ہم نے انھیں طور کے داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مقرب بنایا راز کی گفتگو کے لئے۔ (مریم: ۵۲)

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ذات ایسی ہے کہ:

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ ۔ اگر سمندر سارے کے سارے روشنائی ہو جائیں میرے پروردگار کی باتیں لکھنے کے لئے تو سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے پروردگار کی باتیں ختم نہ ہو سکیں گی۔ (الکہف: ۱۰۹)

مزید ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ (لقمان:۲۷)	اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر یہ سب قلم بن جائیں اور اس سمندر کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو بھی اللہ کے کلمات (کی حکایات) ختم نہ ہوں ۔ بیشک اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

اور ہم اس کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ معلومات کی سچائی میں اور احکام کے معتدل ہونے میں، طرز بیان کی خوبی و خوش اسلوبی میں اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے کامل ترین کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۔ (الانعام:۱۱۶)	اور آپ کے پروردگار کا یہ کلام صدق وعدل کے لحاظ سے کامل ہے۔

مزید ارشاد ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (النساء:۸۷)	اور کون اللہ سے بڑھ کر بات میں سچا ہے۔

اور ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے

ذریعے کلام برحق کا ارشاد ہوا اور حضرت جبریل پر القا فرمایا اور وہ اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔

ارشاد ہے:

قُلْ نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ۔ (النحل: ۱۰۲)

آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اتارا ہے۔

وَاِنَّهُ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ۔ (الشعراء: ۱۹۲۔۱۹۵)

اور بیشک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین نے آپ کے قلب پر اتارا ہے۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ صاف عربی زبان ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے ذریعہ اپنے بندوں کے احوال پر بہت زیادہ مطلع ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرۃ: ۲۵۵)

وہ عالی شان ہے اور عظیم الشان ہے۔

مزید ارشاد ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ

اور وہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ (الانعام:۱۸)   وہ صاحب حکمت ہے، بڑا باخبر ہے۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ارشاد ہے:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۔ (یونس:۳)   اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر عرش بریں پر جلوہ افروز ہوا۔(ہر) کام کی تدبیر (وہی) کرتا ہے

اور اس کا عرش پر جلوہ افروز ہونا اس کا اپنی ذات کے ساتھ ایک خاص قسم کا بلند اور مستوی ہونا ہے جو اس کی جلالت قدر و عظمت کے مناسب ہے جس کی کیفیت و حالت اللہ جل شانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش بریں پر ہوتے ہوئے اپنے بندوں کے احوال سے واقف ہے۔ان کی باتوں کو سنتا اور ان کے اعمال کو دیکھتا اور ان کے معاملات کو چلاتا ہے۔ فقیر کو رزق دیتا ہے، ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ اسی ذات پاک کے ہاتھ میں ساری بھلائی کی چیزیں ہیں اور بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس ذات پاک کی ایسی شان و صفات ہوں وہ واقعی اپنی مخلوق کے ساتھ ہر لمحہ ہے۔اگرچہ وہ حقیقی طور پر ان کے اوپر عرش پر متمکن و مستوی ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔ اور وہ سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (الشوریٰ :۱۱)

اور ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے جس کے فرقہ حلولیہ اور جہمیہ وغیرہ کے لوگ قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے ساتھ زمین میں موجود ہے اور ہم ایسے عقیدے رکھنے والے کو کافر یا گمراہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو نامناسب اور بری صفات سے متصف کیا ہے۔

بلکہ ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو یہ فرماتا ہے کہ "کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا میں قبول کروں۔ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جس کو میں دوں؟ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کی مغفرت کروں؟"

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔

كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ یہ بات ہرگز نہیں (کہ عذاب نہ ہوگا) جس روز زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۔ (الفجر: ۲۱-۲۳)

فرشتے آئیں گے اور جہنم کو اس روز لایا جائے گا ۔ اس روز انسان کو سمجھ آئے گی ۔ اور سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (جو چاہے کر گزرنے والا) ہے۔ (البروج ۱۶)

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی دو قسم ہے۔ ایک "ارادہ کونیہ" ہے جس کا ہونا تو ضروری ولازمی ہے لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے اور اور یہی مشیت الٰہی کے معنی ہیں۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۔ (البقرۃ: ۲۵۳)

اور اگر اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو وہ آپس میں خونریزی نہ کرتے ۔ لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو ارادہ کر لیتا ہے۔

اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ (ھود: ۳۴)

جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو ۔ وہی تمھارا (مالک و) پروردگار ہے

ارادہ کی دوسری قسم "ارادہ شرعیہ" ہے۔ جس کے معنی و مراد کا واقع ہونا ضروری نہیں ۔ لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہونا ضروری ہے ۔ اس کی

مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ — اور اللہ کو منظور ہے کہ تمھاری توبہ قبول فرمائے۔ (النساء: ۲۷)

اور ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کونی اور شرعی مشیت و مراد اس کی حکمت کے تابع ہے۔ چنانچہ جس چیز کو مشیت الٰہی نے ہونا چاہا اور عمل بھی کیا تو یہ سب چیزیں ایک حکمت کے تحت وجود میں آئی ہیں۔ چاہے اس حکمت کو ہماری عقل و فہم سمجھ سکی ہو، یا نہ سمجھ سکی ہو۔

ارشاد ہے:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ — کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟ (التین: ۸)

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ — جو قوم یقین (وایمان) رکھتی ہو اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا ہو سکتا ہے۔ (المائدۃ: ۵۰)

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت فرماتا ہے اور وہ لوگ بھی اس سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ — آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ

تم سے محبت کرنے لگے گا۔ (ال عمران:۳۱)

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو (وجود میں) لے آئے گا جنھیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہتے ہوں گے۔ (المائدۃ:۵۴)

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (ال عمران:۱۴۶)

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (حجرٰت:۹) اور انصاف کا خیال رکھو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (البقرۃ:۱۹۵) اور اچھے کام کرتے رہو یقیناً اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال واقوال کو کرنے سے جس کو اس نے مشروع فرمایا ہے راضی ہوتے ہیں اور جن سے منع فرمایا ہے اس کو ناپسند کرتے ہیں:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ۔ اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تمھارا حاجتمند نہیں۔ اور نہ وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند کرتا ہے۔ اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمھارے لئے پسند کرتا ہے۔ (الزمر:۷)

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِينَ۔ (التوبہ:۴۶)

لیکن اللہ نے ان کے جانے کو پسند ہی نہ کیا اسی لئے انھیں جما رہنے دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے راضی اور خوش ہوتے ہیں:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ۔ (البینۃ:۸)

اللہ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفار اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی غضب وغصہ کے مستحق ہیں ان سے غضبناک اور ناراض ہوتے ہیں۔

ارشاد ہے:

الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ (الفتح:۶)

جو اللہ کے ساتھ برے برے گمان رکھتے ہیں ان پر برا وقت آنے والا ہے اور اللہ ان پر غضبناک ہوگا۔

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ

لیکن جس کا سینہ کفر ہی سے کھل جائے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان

عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النحل:۱۰۶) کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا "وجہ" ہے جو کہ عظمت واحسان سے متصف ہے۔

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ (الرحمٰن:۲۷) اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات ہی جو عظمت و احسان والی ہے باقی رہ جانے والی ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے ہاتھ بھی مانتے ہیں جو کہ کرم اور عظمت والے ہیں۔

بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ۔ (المائدۃ:۶۴) اللہ کے دونوں ہاتھ خوب کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (الزمر:۶۷) اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی طور پر دو آنکھوں کے قائل ہیں جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اور تم کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے تیار کرو۔	وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا ۔ (هود: ٣٧)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "اس کے ورے نور کا ایک پردہ ہے اگر اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی کرنوں سے تاحد نگاہ ساری مخلوقات جل کر خاک ہو جائے۔"

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی آنکھیں دو ہیں۔
جس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو دجال کے متعلق ہے، کرتا ہے: "وہ بیشک یک چشم ہے اور تمہارا رب یک چشم نہیں۔"

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے:

اسے نگاہیں نہیں گھیر سکتیں ۔ اور وہ نگاہوں کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ بڑا باریک بیں بڑا باخبر ہے۔	لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔ (الانعام: ۱۰۴)

اور ہمارا ایمان ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے:

اور کتنے ہی چہرے اس روز بشاش	وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى

رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔ ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف
(القیامۃ: ۲۲۔۲۳) دیکھ رہے ہوں گے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ واکمل صفات کی وجہ سے کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی مثل نہیں۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا (ہر چیز کا)
(الشوریٰ :۱۱) دیکھنے والا ہے۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے کمال حیات اور قیومیت کی وجہ سے یہ شان رکھتا ہے:

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ نہ اسے اونگھ آسکتی ہے نہ
(البقرۃ: ۲۵۵) نیند۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال عدل وانصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور وہ اپنے بندوں کے اعمال واحوال سے ایک پل بھی غافل نہیں۔ کیونکہ وہ اس کی پوری نگرانی و علم واحاطہ میں ہیں۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کمال علم و قدرت کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ وہ تو بس جب کسی چیز کے پیدا کرنے

کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ لَه كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ (یٰسٓ : ۸۲)

اور اس کے کمال طاقت و قوت کی وجہ سے نہ تو اس کو تکان ہوتی ہے اور نہ معذوری و عاجزی۔

ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۔ (قٓ:۳۸)

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں

اور ہم ان تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات پر جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے ذکر فرمایا ہے یا وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ہم اسے تمثیل اور تکییف سے مبرا مانتے ہیں۔ اور تمثیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو بعینہ مخلوق کی صفات کی طرح کہا جائے۔ اور تکییف یہ کہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی ایسی ہیں۔

اور ہم ہر اس چیز کے انکار و نفی پر ایمان رکھتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے نفی کی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منزہ فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ نفی اس کے ضد کے کمال کو مقتضی ہے۔

اور ہم ہر اس چیز سے خاموشی اختیار کرتے ہیں جس سے اللہ اور اس کے

رسول نے سکوت اختیار کیا ہے۔

اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس راستے پر چلنا ایک لازمی فریضہ ہے کیونکہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے لئے ثابت کیا ہے، یا اپنی ذات سے ان کی نفی کی ہے یہ ایسی بات اور حقیقت ہے جس کو اللہ نے خود اپنے متعلق واضح کیا ہے۔ اور وہ ایسی ذات پاک ہے جو اپنے متعلق سب سے زیادہ جاننے والی ہے اور سب سے زیادہ راست گو اور بہترین کلام کرنے والی ہے۔ اور بندے اس کی ذات کا ادراک واحاطہ نہیں کر سکتے۔

اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا آپ نے اس سے نفی فرمائی ہے تو وہ ایسی خبر ہے جس کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے دی ہے۔ آپ اپنے رب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور مخلوق کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے۔ اور سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ فصاحت وبلاغت والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام علم و صدق اور وضاحت کے اعتبار سے کامل ترین ہے۔ پس اس کے قابل قبول ہونے میں کوئی عذر اور اس کے قبول کرنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے۔

فصل

ہم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے صفات کے متعلق اجمالی یا تفصیلی، اثبات یا نفی کے طور پر ذکر کیا ہے اس کو کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کیا ہے اور علمائے سلف و ائمہ ہدایت کا یہی مسلک رہا ہے۔

اور ہم کتاب و سنت کے نصوص کو اس سلسلہ میں اس کے ظاہری معنی پر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شایان شان مناسب حقیقی معنی پر محمول کرتے ہیں اور محرفین کے مسلک سے اعراض کرتے ہیں جس کو اللہ و رسول کے مقصد و مراد کے خلاف انھوں نے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح ہم معطلین کے اس نقطہ نظر کو نظر انداز کرتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول کے مقصد و مراد کے خلاف انھوں نے اختیار کیا ہے۔ اور ہم اسی طرح غلو کرنے والوں کی رائے سے برأت ظاہر کرتے ہیں جو اس کی صفات کی کیفیت بیان کرتے ہیں یا ان کو کسی چیز سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

اور ہم کامل یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت میں وارد ہوا ہے وہی حق ہے۔ اس میں کوئی تعارض یا تناقض نہیں

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

اَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا	تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی

فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۔ اور کی طرف سے ہوتا تو یہ اس کے اندر

(النساء: ۸۲) بڑا اختلاف پاتے۔

کیونکہ خبروں میں باہمی ٹکراؤ سے ایک دوسرے کی تکذیب ہو جاتی ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی خبروں میں محال و ناممکن ہے۔

کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے درمیان اگر کوئی شخص تعارض یا ٹکراؤ کا قائل ہے تو اس کی بدنیتی اور فساد قلب کی وجہ سے ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے اور اپنے اس گمراہ نظریہ سے رجوع کرنا چاہیے

جس کو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں تعارض یا ٹکراؤ کا وہم وشبہ ہوتا ہے تو یہ اس کی کوتاہ فہمی و کم علمی اور عقل و تدبر میں کمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس کو علم میں محنت و تدبر اور تعمق کرنا چاہیے تاکہ حق اس پر واضح ہو جائے۔ ورنہ اس کو اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اپنے ان توہمات سے باز آجانا چاہیے اور وہی بات کہنی چاہیے جس کو راسخین فی العلم کہتے آئے ہیں۔

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ہم تو اس پر ایمان لے آئے وہ سب ہی

(آل عمران: ۷) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اور اس پر پورا یقین رکھنا چاہیے کہ کتاب و سنت میں کوئی تعارض یا ٹکراؤ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف پایا جاتا ہے۔

فصل

اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں جنکی صفت یہ ہے:

عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۔ وہ ایسے بندے ہیں جنھیں عزت دی گئی ہے۔ اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے اور بس اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ (الأنبياء: ۲۶۔۲۷)

اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ اس کی عبادت واطاعت میں پوری طرح مصروف ہیں۔

لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۔ وہ نہ تو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ ملول ہوتے ہیں۔ بس شب و روز اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، دم نہیں لیتے۔ (الأنبياء: ۱۹۔۲۰)

اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے اس لئے ہم انھیں دیکھ نہیں سکتے۔ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو ان کا مشاہدہ کرایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا ہے کہ اپنے چھ سو پروں سے پوری فضا میں چھائے ہوئے تھے۔

اسی طرح جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک عام انسان کی

شکل میں نمودار ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت بھی ہوئی۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کی شکل میں حاضر ہوئے جس کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی سیاہ تھے۔ ان پر سفر کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ وہ اپنے گھٹنے نبی ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ٹیک کر اور اپنی رانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ سے ہم کلام ہوئے۔ آپ بھی جوابات دیتے رہے۔ بعد میں آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے۔ تم کو ہمارا دین سکھانے آئے تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کو کچھ مخصوص کاموں کیلئے مکلّف کیا گیا ہے۔

انبیاء اور رسولوں اور دیگر برگزیدہ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے جو تعلق ہے حضرت جبرئیلؑ اس میں واسطہ ہوئے ہیں اور آسمانی سفارت کو بندوں تک بلا کم و کاست پہنچانے کا عظیم المرتبت فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

حضرت میکائیل کے ذمہ بارش اور روزی پہنچانے کا کام ہے۔

حضرت اسرافیل قیامت کے دن صور پھونکنے کے لئے مقرر ہیں۔

حضرت عزرائیل موت کے فرشتے ہیں۔ یعنی روح قبض کرنے کا کام ان کے سپرد ہے۔

ان میں پہاڑ کے نگراں فرشتے ہیں جس کا نظم ان کے سپرد ہے۔

اسی طرح فرشتہ دوزخ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں۔

اسی طرح کچھ فرشتے ماں کے پیٹ میں بچے کی حفاظت اور دیکھ ریکھ کے لئے مقرر ہیں۔اور کچھ دوسرے فرشتے جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر ہر رات و دن انسانوں کی اور ان کے اعمال کی حفاظت و نگرانی کے لئے مقرر ہیں بلکہ ہر شخص کے لئے دو فرشتے مقرر ہیں۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلاَّ لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ (قٓ: ۱۷، ۱۸)

داہنے اور بائیں بیٹھنے والے گرفت میں لاتے رہتے ہیں ۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اسکے پاس ہی ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے ۔

اور کچھ فرشتے (جن کو ہم منکر نکیر کہتے ہیں) جب انسان مر جاتا ہے اور اسے اس کی آخری آرامگاہ (یعنی قبر میں) پہنچادیا جاتا ہے تو اس سے ذیل کے تین سوال کرتے ہیں:

(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تیرے نبی کون ہیں؟

توان سوالات کے جوابات وہی دے سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔

اللہ ایمان والوں کو اس پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور ظالموں کو بھلائے رکھتا

ہے۔اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ابراہیم ۲۷)

اور کچھ فرشتے اہل جنت کی خدمت کے لئے مقرر ہیں:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

اور فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہے۔ تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اسکے مستحق ہوئے ہو۔ پس کیا ہی خوب ہے آخرت کا گھر۔ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ہے۔ وہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری کبھی نہیں آتی۔

فصل

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کچھ کتابیں نازل فرمائی ہیں تاکہ سارے جہان کے لئے حجت اور عمل کرنے والوں کے لئے دستور حیات ثابت ہوں اور اس سے نصیحت و حکمت کی تعلیم اور تزکیہ و اصلاح کا کام کرتے رہیں۔

اور ہمارا اس پر بھی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب بھی نازل فرمائی ہے۔ اسکی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ (الحدید:۲۵)

ہم نے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اور ہم ذیل کی کتابوں سے واقفیت رکھتے ہیں:

(۱) **توریت**:۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ بنی اسرائیل کی عظیم ترین کتاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔

جس میں ہدایت اور روشنی تھی سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اس پر فیصلہ کا دار و مدار رکھتے تھے) کیونکہ انھیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور

وہ اس پر گواہ تھے۔ (المائدۃ: ۴۴)

(۲) **انجیل**: جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے وہ توریت کی تصدیق و تکمیل کرنے والی ہے۔

ارشاد ہے:

وَاٰتَیۡنٰهُ الۡاِنۡجِیۡلَ فِیۡهِ هُدًی وَّ نُوۡرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ مِنَ التَّوۡرٰةِ وَهُدًی وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (المائدۃ:۴۶)

اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی توریت میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کیلئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی

وَلِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ ۔ (ال عمران:۵۰)

اور تا کہ تمھارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کردوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں

(۳) **زبور**: جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۴) حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر نازل شدہ صحیفے۔

(۵) **قرآن کریم**: جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔

وَالْفُرْقَانِ ۔ اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو (البقرة:۱۸۵) راہ راست دکھانے والی ہے۔

جس کی صفت اللہ تعالیٰ کے حسب ارشاد یہ ہے:

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ (المائدة:۴۸) ہے اور ان کے مضامین پر نگہبان ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سابقہ ساری کتابوں کو منسوخ فرمادیا اور تحریف و تبدیل کرنے والوں کے مکر و فریب اور چالوں سے حفاظت کا خود ذمہ لے لیا ہے۔

ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ (الحجر:۹) رہا یہ ذکر تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور اس طور پر تاقیامت ساری امت کے لئے ایک دلیل اور حجت بن کر باقی و محفوظ رہے گا۔

اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابیں ایک عارضی اور محدود مدت تک کے لئے نازل ہوئی تھیں اور اس کے بعد آنے والی آسمانی کتابوں کے نزول سے منسوخ ہو گئیں اور انھوں نے اس میں جو تحریف و تبدیل ہوئی تھی اس کی نشاندہی کی کیونکہ وہ کتابیں معصوم و محفوظ نہیں کی گئی تھیں، جس کی وجہ سے تحریف اور زیادتی و کمی کی

شکار ہوئیں۔

ارشاد باری ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۔ (النساء:۴۶)

جو لوگ یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۔ (البقرة:۷۹)

پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لئے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب ہلاکت ہے۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۔ (الانعام:۹۲)

ان سے پوچھئے، پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لائے تھے جو تمام انسانوں کیلئے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم پارہ پارہ کئے رکھتے ہو کچھ دکھاتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو۔

مزید ارشاد ہے:

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

(ال عمران:۷۸۔۷۹)

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح زبان کا الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت ہے حالاں کہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ۔

اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمھارے پاس آگیا ہے جو کتاب الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو تمھارے سامنے کھول رہا

تا آیت | ہے جن پر تم پردہ ڈالا کرتے تھے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ (المائدة: ۱۵۔۱۷)

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔

فصل

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سارے انسانوں اور قوموں میں انبیاء اور رسول بھیجے ہیں۔

ارشاد ہے:

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ (النساء: ۱۶۵)

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تا کہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے اور اللہ بہر حال غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ و السلام سب سے پہلے رسول ہیں اور حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ

ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی

اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ ۔ ہے جسطرح نوح اور انکے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ (النساء: ۱۶۳)

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ (الاحزاب: ۴۰) اے لوگو! محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اور جماعت انبیاء اور رسولوں میں سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم، پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت نوح اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

جن کا تذکرہ ذیل کی آیت میں ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (الاحزاب: ۷) اور (اے نبی!) یاد رکھئے اس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے۔ آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔ سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی لائی ہوئی شریعت سابقہ سارے رسولوں کی شریعت کی خوبیوں کی جامع اور سب پر مشتمل ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔

اس نے تمھارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے (اے محمد!) اب آپ کی طرف ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں۔اس تاکید کیساتھ کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ (الشوریٰ: ١٣)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سارے انبیائے کرام اور رسول عظام بشر اور مخلوق تھے۔ان کے اندر اُلوہیت اور ربوبیت کی صفات و خصائص بالکل نہیں پائی جاتی تھیں۔سب سے پہلے نبی حضرت نوح کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ۔

اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ (ہود: ٣١)

اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوتا ہے کہ یہ اعلان کریں:

لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ـ

ہم تم سے یہ نہیں کہتے کہ ہمارے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ ہم غیب کا علم رکھتے ہیں، اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہم فرشتہ ہیں۔ (الانعام: ۵۰)

مزید یہ بھی کہیں:

لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ـ

میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ (الاعراف: ۱۸۸)

پھر اس کا بھی حکم ہوا:

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ـ

آپ کہہ دیجئے! میں تم لوگوں کے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں، نہ کسی بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے! مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔ (الجن: ۲۱۔۲۲)

اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ حضرات (انبیاء ورسول) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایسے منتخب بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت سے مشرف فرمایا ہے

اور ان کے وصف عبودیت و بندگی کو ان کا اعلیٰ مقام قرار دیا۔ اور انکی تعریف کے ضمن میں اس کو ذکر فرمایا۔ چنانچہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۔ (الاسراء: ۳)

تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا۔ اور نوح ایک شکر گذار بندے تھے۔

اور سب سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔ (الفرقان: ۱)

نہایت متبرک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لئے خبر دار کرنے والا ہو۔

اور دوسرے رسولوں کے بارے میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ أُولِي الْأَيْدِيْ وَالْأَبْصَارِ (ص: ۴۵)

اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کرو۔ بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَيْدِ

اور ان کے سامنے ہمارے بندے داؤد

اِنَّه اَوَّابٌ ۔ (ص:۱۷)

کا قصہ بیان کیجئے۔ جو بڑی قوتوں کے مالک تھے۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۔ (ص:۳۰)

اور داؤد کو ہم نے سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا، بہترین بندہ، کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا۔

اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

اِنْ هُوَ اِلاَّ عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ ۔ (الزخرف:۵۹)

(ابن مریم) اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنادیا۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کے سلسلہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت پر ختم فرمادیا ہے اور آپ کو تمام لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی دلیل خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِیْ لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ

(اے محمد!) آپ کہہ دیجئے اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہت کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

يُحْيِ وَ يُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ الَّذِيُ يُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔	وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے ۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور اس کی پیروی اختیار کرو امید ہے کہ تم راہ راست پالوگے۔ (الأعراف:۱۵۸)

اور ہم یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت وہی اسلامی دین و شریعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے منتخب اور پسند فرمایا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دین و شریعت اس کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ	اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ (ال عمران:۱۹)
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الاِسْلَامَ دِيْنًا ۔	آج ہم نے آپ کے دین کو آپ کیلئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردی ہے اور آپ کیلئے اسلام کو آپ کے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے (المائدۃ:۳)

مزید ارشاد ہے:

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۔ جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اسکا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔ (ال عمران:۸۵)

اور جو شخص آج یہ خیال رکھے کہ دین اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہودیت یا عیسائیت یا اس کے علاوہ کوئی اور دین معتبر یا مقبول ہے تو اس کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔ اس سے توبہ کرائی جائے ورنہ مرتد اور منکر قرآن سمجھ کر اس کو قتل کردیا جائے۔

اور جو شخص محمد ﷺ کی ساری کائنات و انسانیت کے لئے بعثت کا انکار کرے تو ہم اس کو سارے انبیاء اور رُسُل کا منکر بلکہ اس رسول کا بھی منکر سمجھتے ہیں جس کی رسالت کا وہ اپنے کو قائل و متبع کہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۨالۡمُرۡسَلِيۡنَ ۔ اور قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا (الشعراء:۱۰۵)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو سارے انبیاء و مرسلین کا منکر اور تکذیب کرنے والا ٹھہرایا ہے۔ جبکہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا۔

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے

وَرُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔ (النساء: ۱۵۰۔۱۵۱)

کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے۔اور کفر وایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے وہ سزا تیار کر رکھی ہے جو انھیں ذلیل وخوار کردینے والی ہوگی۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (آپ خاتم الانبیاء، سید المرسلین، امام الاتقیاء ہیں۔) جس نے آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ بلاشبہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور امت اسلامیہ کے اجماع کا منکر ہے۔

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ خلفاء راشدین ہیں جو کہ آپ کی امت میں علم ودعوت اور خلافت میں آپ کے صحیح جانشین ہوئے۔ان میں سے سب افضل اور خلافت کے اولین مستحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب۔ پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور اس طرح سے خلافت میں وہی ترتیب مراتب رہی جو کہ فضل و کمال میں مراتب درجات تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کیسے یہ بات زیب دے سکتی ہے (جب کہ اس کا سب کام غیر معمولی حکمتوں پر مبنی و مشتمل ہے) کہ وہ خیر القرون میں کسی شخص کو خلافت سے نواز دیں باوجودیکہ اس سے اعلیٰ و ارفع اور خلافت کے زیادہ مستحق اشخاص موجود ہوں۔

اور ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ بسا اوقات مفضول بعض جزوی فضیلت و خصوصیت کی وجہ سے اپنے سے افضل شخص سے ممتاز اور فائق ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے عمومی افضلیت کا مستحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ فضل و کمال کے اسباب بکثرت اور متنوع ہیں۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ امت (امت محمدیہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین اور سب سے زیادہ عزت و منزلت والی امت ہے۔ اس کی دلیل خود ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ (ال عمران: ۱۱۰)	تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ہم اس کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس امت کے بہترین لوگ صحابہ کرام

ہیں۔ پھر تابعین عظام۔ان کے بعد تبع تابعین۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاداس کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ:

لا تزال طائفة من هذه الامة على الحق ظاهرين لا يضرهم من خذلهم أو خالفهم حتى ياتى أمر الله عزوجل۔ (البخاری:۲۵۲)	میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تاآنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے۔

مشاجرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلہ میں ہماراایمان ہے کہ وہ سب اپنے اپنے اجتہادی خیالات کی وجہ سے رونما ہوئے۔اس میں جو حق پر تھااس کو دوہرااجر ملے گااور جو غلطی پر تھاوہ ایک اجر کا مستحق ہوگااور انکی غلطی معاف ہوجائے گی۔

اور ہم انتہائی ضروری سمجھتے ہیں کہ انکی برائی اور ان پر تنقید کرنے سے باز آئیں۔اور ان کاذکر خیر اچھے الفاظ وصفات کے ساتھ انتہائی محبت وعقیدت سے بھرے انداز میں کریں اور اپنے دلوں کو ان میں سے کسی کی برائی سے پاک وصاف رکھیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ	تم میں سے جو لوگ فتح (مکہ) سے قبل ہی خرچ

قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعۡظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَقَاتَلُوۡا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى - (الحدید: ۱۰)

کر چکے ہیں اور لڑ چکے (وہ ان کے برابر نہیں جو بعد فتح لڑے اور خرچ کئے) وہ لوگ درجہ میں بڑھے ہوئے ہیں ان لوگوں سے جنھوں نے بعد کو خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے بھلائی کا وعدہ تو سبھی سے کر رکھا ہے۔

نیز انکے متعلق مزید ارشاد ہے:

وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ - (الحشر: ۱۰)

اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو انکے بعد آئے (اور وہ) یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق ہے، مہربان ہے۔

فصل

اور ہم یوم آخرت یعنی قیامت پر پورا یقین رکھتے ہیں جس کے بعد کوئی دن

نہ ہو گا۔ لوگ دوبارہ جنت یا جہنم میں جانے کے لئے اٹھیں گے۔

چنانچہ ہم دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ مردوں کو اسرافیلؑ کے دوبارہ صور پھونکنے پر زندہ کریں گے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَاھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ

اور صور پھونکا جائیگا تو ان سب کے ہوش اڑ جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بجز اس کے جس کو اللہ چاہے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو دفعتاً سب کے سب اٹھ کھڑے ہوں گے دیکھتے بھالتے ہوئے (الزمر: ۶۸)

چنانچہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے پیر، ننگے جسم بغیر ختنہ کے رب العالمین کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ۔

جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اسے دوبارہ کردیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔ ہم ضرور اسے کر کے رہیں گے۔ (الأنبیاء: ۱۰۴)

اور ہم نامہ اعمال پر پورا یقین رکھتے ہیں جو کہ داہنے ہاتھ میں یا پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

ارشاد ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَه بِیَمِیْنِهٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَه وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا ۔ (الانشقاق ۷، ۱۲)

تو جس کی کا نامہ عمل اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے والوں کے پاس خوش خوش لوٹ کر آئیگا اور جس کی کا نامہ عمل اسکی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا، سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں پڑے گا۔

مزید ارشاد ہے:

وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَه فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَه یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ کِتٰبَكَ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ۔ (الإسراء: ۱۳۔۱۴)

اور ہر انسان کا عمل ہم نے اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے۔ اور اس کے واسطے قیامت کے دن ہم (اس کا) نامہ اعمال نکال کر سامنے کردیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔

اور ہم میزان پر ایمان رکھتے ہیں جو قیامت میں رکھا جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم وزیادتی نہ ہوگی۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَه وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَه (الزلزال: ۷۔۸)

سو جو کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُه فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُه فَأُلٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْآ اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ۔

(المومنون: ۱۰۲۔۱۰۴)

البتہ جس کسی کا (نیکی کا) پلہ بھاری ہوگا تو ایسے ہی لوگ تو کامیاب ہوں گے اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ وہ ہونگے جنھوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَه عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزٰىٓ اِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُوْنَ ۔

(الانعام: ۱۶۰)

جو نیکی لے کر آئے گا اس کو اس کے مثل دس (نیکیاں) ملیں گی۔ اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا اس کو بس اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت سے شفاعت کریں گے تا کہ خدا اپنے بندوں کے حساب و کتاب کا فیصلہ صادر فرمائے۔ جب کہ لوگوں کا اضطراب اور پریشانیاں نا قابل برداشت ہو جائیں گی۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم، پھر حضرت نوح، پھر حضرت ابراہیم، پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور پھر آخر میں

حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

اور اسی طرح ہم دیگر انبیاء کرام، ملائکہ اور صالح مومنین کی شفاعت کے قائل ہیں، ان مسلمانوں کے لئے جو دوزخ میں داخل ہوں گے، تاکہ اس سے نکالے جائیں۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مومنین کی ایک بڑی تعداد کو بغیر کسی سفارش کے دوزخ سے نکالے گا۔

اور ہم رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر پر پورا یقین رکھتے ہیں جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس کی لمبائی، چوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہوگی۔ اس کے پیالے حسن و جمال میں آسمان کے تاروں کی طرح ہوں گے۔ اور امت محمدیہ کے مومنین وہاں کثرت سے آنے والے ہوں گے۔ جو بھی اس کا پانی پی لے گا کبھی دوبارہ پیاسا نہیں ہوگا۔

اور ہم پل صراط کا پورا یقین رکھتے ہیں جو کہ جہنم پر بنایا جائے گا جس پر لوگ اس رفتار سے گزریں گے جیسا کہ دنیا میں ان کا عمل رہا ہوگا۔ تو کوئی بجلی کی طرح پلک جھپکتے میں نہایت تیزی سے گزر جائے گا۔ پھر کچھ لوگ ہوا کی طرح تیز رفتاری سے گزریں گے۔ پھر پرندوں کی طرح گزریں گے۔ پھر سواری کی طرح تیز دوڑ کر نکل جائیں گے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اس کے پہلو میں تشریف فرما ہوں گے اور یہ دعا کرتے ہوں گے "اے اللہ! سلامت رکھ، سلامت رکھ،" اور جب بندوں کے

اعمال کمزور پڑ جائیں گے (اور گزرنا دشوار ہو جائے گا) تو آخر میں ایسے آدمی آئیں گے جو سرین کے بل سرکتے ہوں گے۔ پل صراط کے دونوں کناروں پر کچھ آنکڑے اور کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور حکم الٰہی کے تابع ہوں گے۔ جس کو پکڑنے کا حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے۔ جس شخص کے صرف خراش لگ جائے گی وہ ناجی ہوگا۔ اور بعض لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔

اور ہم یوم آخرت کے سلسلہ میں جو کچھ بھی قرآن و سنت میں وارد ہوا ہے اس کو تہ دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی ہولناکی سے نجات دے اور ہماری مدد فرمائے۔

اور ہم اہل جنت کے جنت میں داخلہ کی سفارش کو نبی کریم ﷺ کے لئے برحق اور مخصوص مانتے ہیں۔

اور ہم جنت اور دوزخ پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔ جنت نعمتوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنین اور متقین کے لئے تیار کر رکھا ہے جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں، جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ تو کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءً سو کسی کو علم نہیں جو جو (سامان) آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لئے (خزانہ غیب

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ـ
(السجدۃ:١٧)

میں) مخفی ہے ۔ یہ صلہ ہے ان کے (نیک)اعمال کا۔

اور دوزخ عذابوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور ظالموں کے لئے بنایا ہے جس میں طرح طرح کا عذاب اور سزائیں ہیں جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ارشاد ہے:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ـ
(الکہف:٢٩)

ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا، چہروں کو بھون ڈالے گا کیسا برا ہو گا وہ پانی اور کیسی بری ہو گی وہ جگہ

اور جنت و جہنم اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیش رہیں گی۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ـ

اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں۔ ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے بیشک اللہ نے ایسے شخص کو بہت ہی

اچھی روزی دی ہے۔ (الطلاق:١١)

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لاَ يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلاَ نَصِيْرًا يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلاَ۔

بیشک اللہ نے کافروں کو رحمت سے دور کردیا ہے اور ان کے لئے دوزخ تیار کردی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ وہ یوں کہیں گے، کہ کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ (الاحزاب:٦٤،٦٦)

اور ہم ہر اس شخص کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کو قرآن و سنت نے نام بنام جنتی بتایا ہے یا صفات کے ساتھ نشاندہی کی ہے۔

چنانچہ نام کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ان کے علاوہ جن کا رسول اللہ ﷺ نے نام لیا ہے اور انھیں جنت کی خوشخبری دی ہے، ہم ان سب کے جنتی ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ اور صفات کے ساتھ ہر مومن اور متقی کے لئے گواہی دیتے ہیں۔

اور ہم ہر اس شخص کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کو قرآن و سنت نے نام سے یا اوصاف سے دوزخی قرار دیا ہے۔

نام کے تعین کے ساتھ ابو لہب اور عمرو بن لحی الخزاعی وغیرہ کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

اور اوصاف کی بناء پر ہر کافر اور شرک اکبر کے مرتکب اور منافق کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

اور ہم قبر میں (منکر نکیر کے) سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ، دین اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق کئے جائیں گے۔

ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۔ (ابراہیم: ۲۷)

اللہ ایمان والوں کو اس پکی بات سے مضبوط رکھتا ہے دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی)۔

جس کے جواب میں مسلمان کہے گا "ہمارا رب اللہ ہے، اور ہمارا دین اسلام ہے۔ اور ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں۔"

اور کفار اور منافقین اس کے جواب میں کہیں گے "ہم کچھ نہیں جانتے، لوگوں کو ہم نے سنا تھا کہ کچھ کہا کرتے تھے تو ہم نے بھی کہہ دیا۔"

اور ہم مومنین کے لئے قبر میں راحت و نعمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ

(یعنی وہ لوگ) جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے

عَلَيۡكُمُ ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۔ (النحل: ۳۲)

ہیں (فرشتے) کہتے جاتے ہیں، تم پر سلام ہو، تم اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اسی طرح ہم کافروں اور ظالموں کے لئے عذاب قبر کے قائل ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوۡ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِىۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَالۡمَلٰۤـئِكَةُ بَاسِطُوۡۤا اَيۡدِيۡهِمۡ‌ۚ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمُ‌ؕ اَلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ وَكُنۡتُمۡ عَنۡ اٰيٰتِهٖ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۔ (الانعام: ۹۳)

کاش آپ اس وقت دیکھیں جب (یہ) ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ (ان کی طرف) بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں (جلد) نکالو آج تمھیں ذلت کا عذاب ملے گا، اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور اللہ کے ذمہ ناحق باتیں جوڑا کرتے تھے اور تم اللہ کی نشانیوں کے مقابلہ میں تکبر کیا کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں چنانچہ ان غیبی باتوں کے متعلق ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ کتاب و

سنت سے ثابت ہے اس پر ایمان ویقین رکھے اور دنیا میں جو کچھ مشاہدہ کر رہا ہے اس سے ٹکراؤ کی شکل نہ پیدا کرے۔ کیونکہ دنیاوی امور کو آخرت و غیبی چیزوں پر غیر معمولی فرق ہونے کی وجہ سے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

فصل

اور ہم اچھی و بری تقدیر پر پورا ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کا (اس کے وجود سے قبل) اپنے سابقہ علم و حکمت کے مطابق اندازہ مقرر فرمایا ہے۔

تقدیر الٰہی کے چار مرتبے اور درجات ہیں:

پہلا مرتبہ: "علم" ہے چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے باخبر ہے۔ اور جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، ان سب چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ازل و ابد سے حاصل ہے۔ اس کے علم میں جہل کا کوئی شائبہ نہیں، کہ تجدید کی ضرورت پیش آئے۔ اور نہ تو اس کے علم میں سہو و نسیان کا کوئی خطرہ در پیش ہے، کہ دوبارہ حصول علم کی حاجت ہو۔

دوسرا مرتبہ: "کتابت" (یعنی نوشتہ تقدیر) ہے۔ چنانچہ ہمارا ایمان کامل ہیکہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کو لکھ دیا ہے۔

خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ (الحج:۷۰)

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لئے یہ کچھ مشکل بھی نہیں۔

تیسرا مرتبہ: "مشیت الٰہی" ہے۔ چنانچہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب مشیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ پس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا۔ اور جو اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔

چوتھا مرتبہ: "تخلیق" ہے۔ چنانچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (الزمر:۶۲۔۶۳)

اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

یہ چاروں مذکورہ مراتب اور درجوں میں سب چیزیں شامل و داخل ہیں خواہ بذات خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں، یا بندوں کی طرف سے صادر ہوں۔ چنانچہ بندوں سے جو بھی اقوال و افعال صادر ہوتے یا ترک کئے جاتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں معلوم اور مکتوب ہیں۔ اور اللہ کی مشیت اور تخلیق کے بعد ہی ہوتے ہیں۔

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ وَمَا

تم میں سے جو کوئی چاہے سیدھا چلے

تَشَآءُوْنَ اِلاَّ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ	اور تم جب ہی چاہو کہ اللہ چاہے جو
الْعٰلَمِيْنَ ـ (التکویر:۲۸۔۲۹)	سارے جہاں کا مالک ہے۔
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ	اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے ۔ لہٰذا
وَمَا يَفْتَرُوْنَ ـ	انھیں چھوڑ دو کہ اپنی افترا پردازیوں
(الانعام:۱۳۸)	میں لگے رہیں۔
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	ہاں اگر اللہ چاہتا تو وہ ہر گز نہ لڑتے
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ـ (البقرۃ:۲۵۳)	مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ	اللہ ہی نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان
(الصّٰفّٰت:۹۶)	چیزوں کو بھی جنھیں تم بناتے ہو۔

لیکن اس کے باوجود ہم پورا یقین وایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دے رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کوئی کام کرتا یا اس سے باز رہتا ہے۔ اس کی دلیل کہ بندے کے کام اپنی قدرت واختیار سے ہوتے ہیں، چند امور ہیں۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ	تمھیں اختیار ہے جس طرح چاہو
(البقرۃ:۲۲۳)	اپنی کھیتی میں جاؤ۔
وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا	اگر واقعی ان کا ارادہ نکلنے کا ہوتا تو وہ
لَهٗ عُدَّةً ـ (التوبۃ:۴۶)	اس کے لئے کچھ تیاری کرتے

مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکمل ارادہ و مشیت کا مالک ٹھہرایا ہے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اوامر و نواہی سے خطاب کر کے احکام کا مکلّف فرمایا ہے اگر بالفرض وہ اختیار و قدرت کے مالک نہ ہوتے تو ایسی چیزوں کا مکلّف کرنا ہوتا جو انسان کی طاقت و قدرت میں نہیں ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت اور اسکی اس سچی خبر کے منافی ہے جو اس آیت میں ارشاد ہے

لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا اللہ کسی متنفس پر اس کی قدرت و طاقت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ (البقرة:۲۸۶)

تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور برے اعمال کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو جس کا وہ مستحق ہے اس کو بطور جزا یا سزا عطا کرتا ہے۔

اگر بندوں کے اعمال و افعال ان کے دائرہ قدرت و اختیار میں نہ ہوتے تو اچھے عمل کرنے والوں کی تعریف ایک بیکار اور لغو چیز ہوتی۔ اور برے عمل کرنے والوں کی برائی ظلم و زیادتی ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ لغویات اور ظلم و زیادتی سے پاک و بے عیب ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اور ہر قوم میں انبیائے کرام کی بعثت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

رُسُلاً مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلاَّ يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢبَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ (النساء:١٦٥)

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کردینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔ اور اللہ بہر حال غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے۔

اگر بندوں کے اعمال اپنے ارادہ اختیار سے نہ ہوتے تو رسولوں کو بھیج کر ان کی حجت باطل نہ ٹھہرائی جاتی۔

پانچویں دلیل: ہر شخص بخوبی محسوس کرتا ہے کہ وہ بغیر کسی دباؤ و مجبوری کے احساس کے کام کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، آمدورفت کرتا ہے، سفر کرتا ہے، اقامت اختیار کرتا ہے۔ یہ سب اعمال محض اپنی مرضی سے کرتا ہے اور کسی طرح کا دباؤ یا اکراہ محسوس نہیں کرتا۔

بلکہ یہ شخص کسی کام کے کرتے وقت حقیقی طور پر یہ فرق کرلیتا ہے کہ وہ کام اپنی مرضی واختیار سے کر رہا ہے یا کسی کے دباؤ واکراہ کے نتیجے میں کر رہا ہے۔

بعینہ اسی طرح سے شریعت نے ان دو طرح کے اعمال (اختیار یا اکراہ) کے درمیان بڑی حکمت و مصلحت کے تحت فرق کیا ہے۔ چنانچہ حقوق اللہ سے متعلق جو اعمال اکراہ یا دباؤ میں کئے جائیں تو اس پر مواخذہ و گرفت نہیں ہوتی۔

اور کسی گنہگار کی اپنے گناہ کرنے پر یہ دلیل دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں یہی لکھ دیا تھا، تو ہم اس کو بالکل غیر معتبر سمجھتے ہیں کیونکہ گنہگار کسی معصیت کا اقدام اپنے اختیار و ارادے سے کرتا ہے اور اسے اس کا علم بالکل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہی لکھ دیا ہے۔ کیونکہ نوشتہ تقدیر کا علم اعمال کے صدور کے بعد ہی ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ۔ (لقمان: ۳۴)	کسی متنفس کو یہ پتہ نہیں کہ کل کیا کمائے گا۔

تو ایسی چیز سے دلیل دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جس کا علم خود دلیل دینے والے کو اس کے اقدام کے وقت نہیں ہوتا جس کو وہ بطور عذر کے اس کام کے اقدام پر جواز کے لئے پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کو ذیل کے ارشاد سے باطل فرمایا ہے۔

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى	یہ مشرک لوگ ضرور کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا۔ اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا

تھا۔ یہاں تک کہ آخر کار ہمارے عذاب کا مزا انھوں نے چکھ لیا۔ ان سے کہیے کیا تمھارے پاس کوئی علم ہے، جسے ہمارے سامنے پیش کر سکو۔ تم تو محض گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس آرائیاں کرتے ہو۔ (الانعام:۱۴۹)

ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۔

قضاو قدر کو حجت بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والے سے ہم کہیں گے تم کیوں نہیں تقدیر پر اعتماد کر کے عبادت و طاعت کا راستہ اختیار کرتے، یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے حق میں یہی لکھ دیا ہے۔ کیونکہ تقدیر کا علم معصیت یا طاعت دونوں میں اعمال کے صدور سے پہلے نہیں ہوا کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص کی جگہ جنت یا دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا حضور! پھر اپنے لکھے ہوئے پر کیوں نہ بھروسہ کر لیں اور عمل کرنا ترک کر دیں۔ فرمایا عمل کئے جاؤ! کیونکہ جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے اس کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔"

اسی طرح سے ہم قضاو قدر کو دلیل بنا کر گناہ کرنے والے سے کہیں گے اگر تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو اور تمھاری نظر میں دو راستے ہیں جس کی اطلاع

کسی سچے و حق گو شخص نے دی ہے۔ ایک راستہ تو دشوار گزار اور خطرناک ہے اور دوسرا راستہ آسان اور پرامن و محفوظ ہے، تو ظاہر ہے کہ تم دوسرے راستہ کو اختیار کرو گے اور پہلے راستہ کو بالکل ترک کردو گے اور اس کے جواز میں تم یہ کہو گے کہ "یہی مقدر تھا۔" اگر پہلا راستہ اپنایا تو لوگ تم کو انتہائی احمق اور بے وقوف سمجھیں گے۔

اور اسی طرح ہم ایسے شخص سے یہ بھی سوال کریں گے کہ اگر تم کو دو ملازمتیں پیش کی جائیں ایک تو بڑی تنخواہ والی ہو اور دوسری کم۔ تو ظاہر بات ہے کہ تم بڑی تنخواہ والی کو حاصل کرنا زیادہ پسند کرو گے، نہ کہ کم مشاہرہ والی کو۔ تو آخرت کے اعمال کے سلسلہ میں کیسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ قضاو قدر کا سہارا لے کر کم قیمت والی چیزوں کو اختیار کرلیا جائے۔

اور آخر میں ہم اس سے ایک اور سوال کرتے ہیں کہ جب تم کو کوئی بیماری ہوتی ہے تو علاج و معالجہ کے لئے ہر طرح کے ڈاکٹر کے یہاں جاتے ہو اور آپریشن اور تلخ دوائیں استعمال کرنے کی مصیبتیں جھیلتے ہو۔ تو اس طرح کی کاوش و کوشش اپنے بیمار دل کے علاج و معالجہ کے لئے کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شر کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ ان کی ذات پاک غیر معمولی رحمت و حکمت سے متصف ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے (یا اللہ!) آپ کی طرف شر کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ا

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس قضاو قدر میں کسی طرح کے شر کا پہلو قطعاً نہیں۔ اس لئے کہ وہ خالص حکمت ورحمت پر مبنی ہے۔

بلکہ شر کا پہلو اس چیز میں ہوتا ہے جس کی بابت قضا صادر ہوئی ہے جس کی دلیل دعائے قنوت کا وہ جملہ ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ کو سکھایا تھا۔ وہ یہ ہے: وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ (یعنی اے اللہ! ہم کو اس بری چیز سے محفوظ رکھئے جس کا آپ نے فیصلہ فرمادیا ہے) کیونکہ بعض فیصلوں میں شر کا پہلو خالص و حقیقی شر نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ وہ بعض اعتبار سے شر ہوتا ہے اور بعض اعتبار سے خیر۔ یا ایک جگہ شر ہوتا ہے تو دوسری جگہ خیر۔

چنانچہ روئے زمین کی مصیبتیں قحط سالی ہو یا بیماریاں، غریبی ہو یا خوف وخطر، شر میں شمار کی جاتی ہیں۔ لیکن یہی چیزیں بعض دوسرے مواقع پر خیر وبرکت تصور کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔ (الروم: ۴۱)	بلائیں پھیل پڑی ہیں خشکی و تری میں لوگوں کے کرتوت سے۔ اس غرض سے کہ اللہ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھائے تا کہ وہ لوگ باز آئیں۔

اسی طرح چور کا ہاتھ کاٹنا اور زناکار کو سنگسار کرنا بظاہر ہاتھ کے کٹ جانے اور جان کے چلے جانے میں ایک طرح شر کا پہلو نظر آتا ہے۔ لیکن یہی چیز ان دونوں

کے لئے دوسرے پہلو سے خیر اور بھلائی کا سبب ہے۔ کیونکہ یہ ان کیلئے کفارہ ہے اور اس طرح آخرت کی سزا سے محفوظ ہو جائیں گے۔ (بشر طیکہ دل سے توبہ کی ہو)

نیز اس سزا اور قصاص میں دوسرے انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔ اور یہ خیر کا بہت بڑا پہلو ہے۔

فصل

یہ جلیل القدر عقائد جو کہ عظیم اصولوں پر مبنی ہیں اپنے معتقدین کے لئے بڑے منافع بخش اور فائدہ مند ہیں

ایمان باللہ کے ثمرات: چنانچہ اللہ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت پیدا کرتا ہے جو اس کے احکام و اوامر کو بجا لانے اور اسکی نواہی سے باز رہنے کا سبب و موجب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے نواہی سے اجتناب اور بیزاری سے دنیا و آخرت میں انفرادی و اجتماعی طور پر سعادت و راحت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ	نیک عمل جو کوئی بھی کریگا مرد ہو یا عورت
اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ	بشر طیکہ صاحبِ ایمان ہو، تو ہم اسے ضرور
حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ	ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور ہم

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ انھیں ان کے اچھے کاموں کے عوض
(النحل:۹۷) میں ضرور اجر دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات : اور ایمان بالملائکہ کے ثمرات ذیل کی متعدد چیزیں ہیں۔

اول: ان کے خالق کی عظمت اور اس کی قوت و اقتدار کا علم حاصل ہوتا ہے۔

دوم: بندوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے شکر و امتنان کا احساس کہ اس نے انکی دیکھ بھال اور حفاظت نیز نامہ اعمال لکھنے اور دوسری مصالح کے لئے اس برگزیدہ مخلوق کو پیدا و مقرر فرمایا ہے۔

سوم: بندوں کی ملائکہ سے محبت، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی طرف سے عائد ذمہ داریوں کو بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں اور مومنین کے لئے دعا و استغفار کر رہے ہیں۔

اور ایمان بالکتب کے ثمرات مندرجہ ذیل ہیں:

اول: بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم، کیونکہ اس نے انکی ہدایت کے لئے کتابیں نازل فرمائیں۔

دوم: اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کا ظہور، کیونکہ اس نے ہر امت میں ایسی کتاب و شریعت نازل فرمائی جو اس کے مناسب تھی اور ان آسمانی کتابوں کی آخری کڑی قرآن عظیم کو نازل فرمایا جو کہ قیامت تک ہر زمانہ و ہر خطہ زمین کے لئے مناسب

ہے۔

سوم: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جناب میں تشکر و امتنان کا جذبہ و داعیہ،

ایمان بالرسل کے ثمرات و نتائج:

اول: مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم و یقین، کیونکہ انبیائے کرام کی بعثت کی غرض و غایت امت کی ہدایت و سعادت ہے۔

دوم: اس نعمت کبریٰ پر شکر و امتنان کا احساس۔

سوم: دلوں میں انبیائے کرام کی محبت و عظمت، اور انکی تعریف و مدح میں رطب اللسان رہنا جو کہ انکی جلالت قدر کے مناسب ہو۔ کیونکہ یہ پاک طینت حضرات اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور اس کے مخصوص بندے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی خود بنفس نفیس عبادت کی اور اس کی رسالت کی تبلیغ کی اور اس کے بندوں کو نصیحت کی اور اس سلسلہ میں جو بھی تکلیف و پریشانیاں ہوئیں ان پر صبر و استقامت اختیار کیا۔

یوم آخرت پر ایمان کے نتائج و ثمرات یہ ہیں:۔

اول: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ اور اس دن کے اجر و ثواب کی طلب و رغبت۔ اور اس کے عذاب و عقاب سے خوف کے پیش نظر گناہوں سے دوری و بیزاری۔

دوم: مومن کے دل میں دنیا کے مال و متاع سے احساس محرومی کو آخرت کی نعمتوں و اجر و ثواب کے یقین و امید سے تسلی و تشفی پانا ہے۔

ایمان بالقدر کے اثرات و ثمرات مندرجہ ذیل ہیں۔

اول: کسی سبب اور وسیلہ کے اختیار کرتے وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین، کیونکہ سبب اور مسبب دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے قضاو قدر سے ہوتے ہیں۔

دوم: راحتِ روح اور اطمینان قلب کا احساس و شعور۔ اس لئے کہ جب بندے کو اس کا علم و یقین ہو کہ یہ مصیبتیں منجانب اللہ اسکی قضاو قدر سے ہیں، تو اس کے دل کو ایک طرح کا سکون و اطمینان ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے قضاو قدر پر راضی و مطمئن ہو گا۔ کہ اس شخص سے زیادہ اچھی زندگی والا، اور اطمینان قلب والا اور پوری طرح سے مطمئن و مسرور کون ہو سکتا ہے جو راضی بر ضائے الٰہی اور قضاو قدر کے سامنے سر تسلیم خم کیئے ہوئے ہو۔

سوم: حصول مقصد کے بعد خود پسندی کا ازالہ۔ کیونکہ حصول مقصد و مراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و کامیابی کے اسباب فراہم ہونے کے نتیجہ میں نعمت تصور کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور خود پسندی سے باز آتا ہے۔

چہارم: مقصد میں ناکامی یا مصیبتوں سے دوچار ہونے کے وقت قلق و بےچینی کا شکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے قضاو قدر سے تصور کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک و خالق ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو بہرحال ہو کر رہے گا۔ چنانچہ وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اجر و ثواب کا امیدوار رہتا ہے۔ اور اسی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اشارہ ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی — کوئی سی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے

الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۔ (الحدید:۲۳)

اور نہ خاص تمھاری جانوں میں، مگر یہ کہ (سب) ایک رجسٹر میں (لکھی) ہیں، قبل اسکے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں۔ یہ اللہ کے لئے آسان ہے تاکہ جو چیز تم سے لی جارہی ہے اس پر (اتنا) رنج نہ کرو اور جو چیز اس نے تمہیں دی ہے اس پر اتراؤ نہیں۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

اور آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اور اس کے فوائد و ثمرات سے مکمل طور پر نوازے اور اپنا فضل و کرم مزید بر مزید ہم پر کرتا رہے اور ہدایت یاب ہونے کے بعد ہمارے دلوں کو زنگ آلود نہ کرے اور ہمارے لئے اپنی رحمتوں کا دروازہ کھول دے۔ وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ۔

الدار السّلفیہ کی چند اردو مطبوعات

آسان حج مسنون
اسلام اور مسائل جاہلیت
اسلام میں حلال و حرام
اسلامی آداب
اصلاح المساجد
التوحید
الوصیۃ الصغریٰ
بیمہ اور اس کی شرعی حیثیت
تحفۂ حدیث
جن اور شیاطین
حج مسنون
داعیان حق کے اوصاف
ذکر الٰہی
رکعات التراویح
سبیل الجنۃ
سجدہ سہو
شبہات کا ازالہ

اپنا عقیدہ سیکھیے
اسلام کے صحیح عقائد اور اسکے نواقض
اسلام میں غریبی کا علاج
اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت
آداب زیارۃ القبور
السماع والرقص
بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم
تحفۃ العروس (غیر مجلد)
تعلیم الاسلام
جادو اور کہانت
دین کے تین بنیادی اصول
دس اہم دینی مسائل
رشوت شریعت اسلامیہ میں ایک عظیم جرم
زیارۃ القبور
سبیل الرسول
شادی
شریعت اسلامیہ میں تصویر کا حکم

اس کے علاوہ دیگر مکتبات کی درسی و غیر درسی کتابیں بھی ہمارے یہاں دستیاب ہیں۔

الدار السلفیہ کی چند اردو مطبوعات

صراط مستقیم	صلوٰۃ الرسول
صلوٰۃ النبی	طاعون رحمت یا زحمت
طب نبوی	طریق النجاۃ
طلاق	قرآن خوانی اور ایصال ثواب
کتاب التوحید (شیخ محمد بن عبد الوہاب)	کتاب التوحید (الفوزان)
کتاب الدعاء (کلاں)	کتاب الدعاء (خورد)
مجذوب	محاسن اسلام
محمد بن عبد الوہاب	مختصر زاد المعاد
مذہبی فرقہ پرستی اور اسلام	معاشرہ کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج
معجزات نبویؐ	ملفوظات شیخ عبد القادر جیلانی
نصیحۃ المسلمین	نماز مسنون
وسیلہ کی حقیقت	یہود و نصاریٰ تاریخ کے آئینے میں

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۳ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی ۔ ۳، فون:- ۳۷۱۶۲۲۸۸

MAKTABA
AL–DARUSSALAFIAH
6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,
BOMBAY - 400 008 (INDIA)
TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10

RS.25/-